رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

رجسٹرڈ نمبر (۱۸۰) آصفیہ

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

اڈیٹر:- میر حسن الدین، بی اے، ایل ایل بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... [illegible]
ششماہی .... [illegible]
سہ ماہی .... [illegible]

شرح چندہ
سالانہ .... [illegible]
ششماہی .... [illegible]
سہ ماہی .... [illegible]

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد (۵) | ۲۴ر اسفندار ۵۵ف | ۲۱ صفر ۱۳۶۵ھ | ۲۶ر جنوری ۱۹۴۶ء شنبہ | نمبر (۴)

اقلیتوں کا مسئلہ

(ایک ہندوستانی عیسائی کے قلم سے)

برطانوی پارلیمانی وفد کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہم اس کے ارکان سے ایک مسئلہ کی تحقیق کرنے کی درخواست کریں گے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ آیا برطانوی طرز کی جمہوریت ہندوستان کے حالات کے لحاظ سے موزوں ہو سکتی ہے۔

ان پارلیمانی ارکان کو یہ امر بھی نوٹ کرنا ضروری رہا ہے کہ قوم پرست لیڈر بالخصوص کانگریسی حضرات ان برطانوی پارلیمنٹیرین کو یہ باور کرانے کی کوشش کریں گے کہ ہندوستانی اور کانگریس ایک ہیں۔ مگر برطانیہ کے ان سیاستدانوں کو ایک چیز ذہن نشین رکھنی چاہئیے کہ جب کہ ہندوستان کی قومی تحریک گاندھی جی کے پروگرام پر چلائی گئی مذہبی اقلیتوں کو کانگریس کے جمہوری اصلاحات پر اعتقاد نہیں رہا کیونکہ کانگریس پر اونچی ذات کے طبقات کا تسلط ہو گیا ہے جو کانگریس کی آڑ میں ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں۔

مختلف صوبوں میں جو کانگریسی حکومتیں قائم ہوئی تھیں ان کے عمل سے مذہبی اقلیتوں کو یقین ہو گیا کہ ہندوستان میں پارلیمانی جمہوریت کے معنے عددی اکثریت کی آمریت کے ہیں۔ اس کا ناگزیر نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرنے لگے۔ اور آج ہندوستان کے مسلمان ایک جسد واحد کی طرح مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ دوران جنگ میں کانگریس نے جو روش اختیار کی تھی اس پر تنقید کی ضرورت نہیں۔ لیکن کانگریسی لیڈروں نے مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کی پوزیشن کو کمزور کرنے کے لئے جو ترکیبیں اختیار کیں ان کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ عددی اکثریت کے عزائم کیا ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نازیوں کی طرح کانگریس بھی تمام اقلیتوں کا قلع قمع کر کے عددی اکثریت کا راج قائم کرنا چاہتی ہے۔

جہاں تک دوسری غیر مسلم اقلیتوں کا تعلق ہے ان کے شکوک و شبہات کو ڈاکٹر امبیڈکر نے اچھی طرح واضح کر دیا۔ مدراس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیڈکر نے کہا کہ اس ملک کے لیڈروں پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ وہ سوراج کا مطالبہ کرتے وقت اپنے خودغرضانہ مفادات پر زور دینے کیلئے مطالبات جس سے خوش حال لوگ اور خوش حال ہو جائیں اور بدحال لوگ اور بدحال ہو جائیں۔ سوراج کا منشاء ان خرابیوں کو دور کرنا ہو جو صدیوں سے موجود ہیں۔ یہ الفاظ اس فرقہ کے لیڈر کے ہیں جو اونچی ذات والوں کی روحانی سامراجیت کے بوجھ سے دب گیا ہے۔ ان اونچی ذات والوں نے برطانوی سامراجیت کی چالاکیاں تو دیکھیں لیکن برطانوی جمہوریت کی وسعت نظر کو نظر انداز کر دیا۔

برطانوی پارلیمانی وفد کے ان ممتاز ارکان کو چاہیئے کہ ایک اہم عنصر کو نظر انداز نہ کریں اور وہ اہم عنصر برطانیہ اور ہندوستان کے آئندہ تعلقات سے متعلق ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ اس کا تعلق سارے ایشیا کے مستقبل سے بھی ہے۔

فاسسٹیت کو یورپ کے میدان میں دفنا دیا گیا۔ اور بحر الکاہل میں غرق کر دیا گیا۔ مدبرین کو اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ جب انہوں نے جنگ جیت لی ہے کہیں وہ امن نہ ہار جائیں۔ برطانیہ میں اگرچہ عمالی حکومت برسر اقتدار آ گئی ہے مگر برطانیہ میں ایک اہم طبقہ ایسا بھی ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ چونکہ سرمایہ دار کانگریس کے سرپرست ہیں اس لئے ہندوستان اور برطانیہ میں مفاہمت کی خاطر ان سرمایہ داروں کو مطمئن کرنا مناسب ہوگا۔ ارکان وفد کو اس امر سے متنبہ کرنا بے محل نہ ہوگا کہ کانگریس کی تحریک کی سرپرستی سرمایہ دار کر رہے ہیں مگر جس پر پنڈت نہرو کا اشتراکیت کا پردہ پڑا ہوا ہے کہیں قومی اشتراکیت (فاسسٹیت) میں تبدیل نہ ہو جائے۔

(ڈان)

مملکت ہفتہ وار

۲۴ اسفندار ۱۳۵۵ ف

برطانوی پارلیمانی وفد

اہل حیدرآباد کی مشترکہ یادداشت

اس اشاعت میں کسی اور جگہ مولوی میر اکبر علی خان صاحب بیرسٹر کی مرتب کردہ یادداشت درج کی گئی ہے ہم مولوی اکبر علی خان صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ ان کی مرتب کردہ یادداشت مملکت آصفیہ کے جو فرقوں اور طبقوں کے نمائندہ اور اہل الرائے اصحاب کی تائید کے ساتھ برطانوی پارلیمانی وفد کے آگے پیش کی گئی۔

برادران ہنود کی جماعت سے راجہ شامراج راجونت بہادر، راجہ بہادر وینکٹ رام ریڈی، راجہ سیب در لشمینیورناتھ، پنڈت گوبند راؤ صاحب گنگا کھیڑکر، رائی گجرا بائی صاحبہ راجہ گردھر داس، راجہ نرنگ لال راجہ صاحب خدوم گنٹہ، راجہ صاحب گرگنڈہ، راجہ کشن داس، مسٹر ملشا مسٹر ونکٹ پرشاد، حکیم نارائن داس، مسٹر کرشنا سوامی مدیراج، سیٹھ ہری کشن ترجو، سیٹھ رنگ کشن سکھ دیو ملانی، سیٹھ مکند اس منڈوا، مسٹر پریم جی لال جی، مسٹر ست گرو پرشاد، بابا ہنت پورن داس، مسٹر ونکٹ علیم، اور ڈاکٹر روپ کرن جیسے بے لوث اور مسلمہ برادر وطن اصحاب نے اس یادداشت پر دستخط کئے۔

مسلم رعایائے آصفی کی جانب سے بیگم کمال یار جنگ، نواب حسن یار جنگ بہادر، نواب تراب یار جنگ بہادر۔ نواب دوست محمد خان، نواب ولی داد خان منڈوزئی، نواب میر محمود علیخان نواب عمر نواز جنگ بہادر، پرنس آف بیکلہ وجہ دار نظم جمیعت، ڈاکٹر سعید یار جنگ مسٹر محمد علی موسوی، مولوی عبداللہ پاشاہ صاحب، مولوی میر لائق علی صاحب، نواب احمد نواز جنگ بہادر، نواب اکبر یار جنگ بہادر، نواب اصغر یار جنگ بہادر، مولانا سید محمد بادشاہ حسینی، ڈاکٹر حامد نواز جنگ بہادر، سید حسین صاحب اور مولوی عارف الدین صاحب جیسے وسیع اور مخلص اصحاب نے اپنے دستخط کئے۔

پست اقوام کی جانب سے مسٹر بی۔ ایس۔ ونکٹ راؤ اور مسٹر شیام سندر سکھ فرقے کی جانب سے سردار دلیپ سنگھ صاحب نے، پارسیوں کی جانب سے بیگم رستم جنگ، مسٹر نادرشا چینائی، مسٹر ڈی۔ آر۔ ڈی۔ بار کھر، مسٹر نوشیر چینائی اور نواب رستم جنگ بہادر نے اور اسی طرح عیسائیوں کی جانب سے مسٹر اور مسز کرنیلیس نے دستخط کئے۔ غرض حیدرآباد کا کوئی فرقہ اور طبقہ ایسا نہیں رہا جس کی مخلصانہ نمائندگی اس یادداشت کو حاصل نہ رہی ہو۔ انجمن پیشوایان مذاہب کی مجلس عاملہ نے جو ہندو، مسلمان، سکھ عیسائی اور پارسی فرقوں کے مذہبی قائدین پر مشتمل ہے۔ اس یادداشت کو منظور کیا۔ طبقہ واری نقطہ نظر سے جاگیردار تاجر، ساہوکار، زمیندار سبھی اور وہ اصحاب جنہیں رعایا سے قریبی تعلق ہے اس یادداشت کے دستخط کنندگان میں شامل ہیں۔

پس یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ یادداشت حقیقی معنوں میں باشندگان حیدرآباد کے جملہ عناصر کے خیالات و جذبات کی صحیح ترجمان ہے۔ اس میں جو نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے وہ وہی ہے جو ایک سچے حیدرآبادی کا ہو سکتا ہے — ایسے حیدرآبادی کا جو فرقہ اور طبقہ کی رقابتوں سے بلند ہو کر محض اپنے دنیائے وطن کی خوشحالی اور ترقی کو پیش نظر رکھتا اور جو مملکت آصفیہ کو اس کی دعایا نواز اور روادارانہ روایات کے مدنظر بام عروج پر دیکھنے کا متمنی ہو خارجی مسائل سے متعلق اس یادداشت میں یہ نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں آئندہ قائم ہونے والی دیگر سیاسی وحدتوں کی طرح حیدرآباد بھی ایک آزاد سیاسی وحدت کی حیثیت سے برقرار رہے۔ اور جیسا کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی حالیہ تقاریر میں بتایا ہے کہ ہندوستان آزادی حاصل کرنے کے بعد دیگر اقوام سے بے تعلق اور بے نیاز نہیں رہ سکتا اسی طرح ضروری ہے کہ حیدرآباد بھی اپنے برطانوی حلیف کے ساتھ اپنے دوستانہ اور ہمسایانہ تعلق کو برقرار رکھے۔ یہ ایسی تجویز ہے جس پر ہندوستان کی دیگر سیاسی وحدتیں عمل پیرا ہوں گی — خواہ وہ ہندوستان ہو یا پاکستان۔

داخلی خود مختاری سے متعلق اس یادداشت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ تاجِ آصفی ان سارے اختیارات شاہانہ کا مرکز ہے جو صراحتاً اور برضامندی تاج برطانیہ کے تفویض نہیں کئے گئے۔ اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ تاجداران آصفی نے صرف اپنے اس شاہی حق کو تاج برطانیہ کے تفویض کیا ہے جو شہریار دکن کو اپنے خارجی تعلقات قائم کرنے کا مجاز کرتا ہے۔ مملکت آصفیہ کی مدافعت کی ذمہ داری بھی تاج برطانیہ کے سپرد کی گئی اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے بعض زرخیز علاقے تاج برطانیہ کی تحویل میں دیئے گئے۔ پس اس واقعہ سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حیدرآباد تاج برطانیہ کے علاوہ کسی دوسری خارجی قوت سے تعلقات قائم نہ کرے گا اور اگر کرے گا بھی تو حکومت برطانیہ کے مشورہ اور رضامندی کے ساتھ اور باقی سارے معاملات نظم و نسق کا حد تک مملکت آصفیہ آزاد و خود مختار ہے اور استدلال کی تائید میں اس یادداشت میں چند مستند برطانوی مدبرین کے آراء کے اقتباسات بھی نقل کئے گئے ہیں۔

داخلی نظم و نسق سے متعلق دستخط کنندگان نے اس حقیقت کا اظہار کیا

اہل حیدرآباد آصف جاہی تخت و تاج سے عقیدت اور وفاداری میں ایک اور متحد ہیں نیز رعایا کے مختلف طبقوں اور فرقوں کے مابین تعلقات نہایت خوشگوار ہیں اور ان کے مفادات بھی ایک ہیں یہی وہ امور ہیں جو اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ طرز حکومت میں بتدریج اور باہمی رضامندی سے ترقی پذیر تغیرات وجود میں آئیں گے۔ اس کے بعد ان امور کا اجمالی طور پر ذکر کیا گیا ہے جو حیدرآباد کی معاشی ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔ اس ضمن میں معاہدہ ۱۸۰۰ء کے تحت حیدرآباد کے حقوق کو جتاتے ہوئے ریلوے، اپنے سکّہ، اندرونی ٹیلیگراف، اور صنعتی ترقی کے مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ اور بالآخر یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ حیدرآباد اور حکومت برطانیہ کے مابین جو اراضی اور مالی معاملات ہیں اور ان معاملات میں حیدرآباد کے ساتھ جو ناانصافی برتی گئی ہے اس کی تلافی ضروری ہے۔ یادداشت کا آخری جز نہایت بلیغ ہے، جس میں پارلیمانی وفد سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ برطانوی پارلیمنٹ اور ملک معظم کی حکومت کو یہ مشورہ دیں کہ:-

"حیدرآباد سے متعلق وہ اپنی پالیسی اس طرح تشکیل دیں کہ حیدرآبادیوں کے ذہن سے یہ خیال دور ہوجائے کہ سیاسی اقتدار سے نیز باشندگان ملک کی معاشی بہبودی کو ترقی دینے کے مواقع کی حد تک ان کے ساتھ انصاف نہیں برتا جارہا ہے۔"

معاصر "پیام" نے اس یادداشت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل حیدرآباد معاہدہ ۱۸۰۰ء کے تحت (۵۱) پر مامور نہیں ہیں۔ ہم معاصر "پیام" کو یقین دلاتے ہیں کہ اس کا یہ خیال درست نہیں ہے۔ ہم اہل حیدرآباد کے جذبات سے زیادہ واقف ہیں۔ اہل حیدرآباد اپنے خارجی تعلقات راست تاج برطانیہ سے رکھنا چاہتے ہیں اور اگر ضرورت ہو تو تاج برطانیہ کے توسط سے دیگر دول خارجہ سے تعلقات قائم کریں گے۔ اس شرط کے ساتھ وہ کامل اندرونی خودمختاری چاہتے ہیں۔ فریقین کے مابین اختلافات کی صورت میں آزاد ثالثی کا سوال "ایک رعایت" طلب کرنا نہیں ہے بلکہ اپنے ایک دستوری حق کے استقرار کا مطالبہ ہے۔ معاصر "پیام" کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ حیدرآباد کے مطالبوں میں زبردستی کا عنصر نمایاں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ معاصر "پیام" جیسا کہ خود انہوں نے اداریہ زیر بحث میں اعتراف کیا ہے، یادداشت کے صحیح مفہوم کو سمجھ نہ سکے۔ معاشی ترقی کے لئے حیدرآباد کو جس ماحول کی ضرورت ہے اس کی بحث کو "پیام" نے ضمنی مطالبات قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ اہم بنیادی امور ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ملک کے دیگر جرائد اور ادارے بھی اس یادداشت پر تفصیلی تبصرہ کریں گے تاکہ مسائل صاف ہوجائیں اور یہ مشترکہ یادداشت حیدرآباد میں ایک مشترکہ پلیٹ فارم کے قیام کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

ایران کا مسئلہ ادارہ اقوام متحدہ میں

لندن ۱۰ جنوری: ایران کے اس فیصلے کہ سوویٹ یونین کے ساتھ اپنے تنازعہ پر سلامتی مجلس کی توجہ مبذول کرے یہ تقریباً یقینی ہوجاتا ہے کہ ادارہ اقوام متحدہ کو آئندہ ہفتہ کے دوران میں ایک ایسے دشوار ترین امتحان سے دوچار ہونا پڑے گا جس کی اب تک کوئی مثال نہیں ملتی کہ اسے پیش آیا ہو۔ رائٹر کا سیاسی نامہ نگار رقم طراز ہے کہ سلامتی مجلس کسی معتمد عمومی کے تقرر پر غور و خوض کرنے کیلئے اواسط ہفتہ رواں میں غیر رسمی طور پر اجلاس منعقد کرنے والی ہے اور چونکہ یہ ابتدا ہی سے بین الاقوامی تنازعات کے تصفیہ کے لئے تشکیل دی گئی ہے بنا بریں [illegible] کو زبردست صدمہ پہنچا ہے نیز ایرانی درخواست پر توجہ کرنے میں ناکام نہیں رہ سکتی۔

اب جبکہ تقاریر ختم ہوچکی ہیں آج سے ادارہ اقوام متحدہ کے ۵۱ مندوبین آئندہ بعض تنازعہ انگیز بین الاقوامی مسائل کے حل کی طرف متوجہ ہوجائیں گے جو اس کی جدید عالمی ادارہ کی [illegible] کامل عالمی حالت میں [illegible] کام شروع ہوجائے گا۔ ان مسائل میں سے بڑا اہم مسئلہ جوہری توانائی کا مسئلہ ہے اور سیاسی مبصرین [illegible] کمیٹی، ریو گرنی مندوب ڈاکٹر [illegible] کی [illegible] ایران کے اس فیصلہ سے کہ تنازعہ آذربائیجان کو سلامتی مجلس کے آگے پیش کیا جائے روس کو جو شدید تشویش لاحق ہوگئی ہے اسکی وجہ سے مستقل اراکین کا بڑا جھگڑا یعنی اختیارات تنسیخ کا وجود مشترکہ اقوام کے مسئلہ پر پیش ہوجائے گا جسکی وجہ سے سان فرانسسکو کانفرنس میں بھی تعطل پیدا ہوگیا تھا۔

ایک چیز یقینی ہے — سلامتی مجلس روسی نمائندے اس تنازعہ پر بحث و تحقیق یا تحقیقات کو اس صورت میں غور نہیں کرسکتے جبکہ سلامتی مجلس کے دیگر اراکین اس تنازعہ کا حل گفت و شنید یا پنچایت یا ثالثی یا دیگر پرامن ذرائع سے معلوم کرنے کی کوشش کا فیصلہ کریں۔ سوویٹ یونین اس تنازعہ کے فریق کی حیثیت سے اس فیصلہ پر رائے دینے سے قاصر رہے گا اس لئے غور نہیں کرسکے گا۔

سردار پٹیل سرمایہ داروں کی حمایت

مزدور سیوا سنگھ کی اصل حقیقت

مل مالکوں کے ظلم کی وجہ سے دوسرے مقامات کی طرح جمشید پور کے مزدوروں میں بھی بے اطمینانی اور بے چینی زوروں پر ہے۔ مل والوں نے ان کو ٹھنڈا کرنے کے لئے سردار پٹیل کو دعوت دی اور وہ ٹاٹا کے ہوائی جہاز میں ۲۳ دسمبر کو جمشید پور تشریف لے آئے۔

مزدوروں کو خطاب کرتے ہوئے ہندوستانی مزدور سیوا سنگھ کے صدر، اور بھائی پٹیل نے فرمایا "ٹاٹا نے ہم کو اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہیں کھولا ہے بلکہ اصل میں ان کا مقصد مزدوروں کی مدد کرنا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ مل مالکوں اور مزدوروں میں کوئی جھگڑا ہو۔ میں ایسے آدمیوں کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ جو مزدوروں میں بے چینی پھیلاتے ہیں اور مالکوں کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔" آگے چل کر انہوں نے اپنے آنے کا مقصد یہ بتایا کہ "کمپنی نے مجھ سے یہ شکایت کی ہے کہ یہ غیر ضروری اشتعال انگیز تقریریں کرکے مزدوروں کو کمپنی کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ میں نے کمپنی والوں سے یہ کہا ہے کہ مزدوروں کو ستانا نہیں چاہئے۔ ساتھ ہی میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ میں ان صاحب کو منع کر دوں گا کہ وہ اس قسم کی تقریریں نہ کیا کریں۔"

مزدور لیڈر مسٹر باری کو ڈانٹنے کے بعد سردار پٹیل نے مزدوروں کو مشورہ دیا کہ انہیں ہندوستانی مزدور سیوا سنگھ کی جس کے وہ صدر ہیں ایک شاخ کھولنی چاہئے جس میں مالک اور مزدور بجائے ایک دوسرے سے لڑنے کے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ مزدوروں کو اپنے مالکوں کو پریشان نہ کرنا چاہئے۔ اور احمد آباد کی مزدور مہاجن سے انہیں سبق لینا چاہئے۔ مزدوروں کو چاہئے کہ وہ کانگریس کو ووٹ دیں۔ کانگریسی وزارت قائم ہونے کے بعد ان کی شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ انہیں آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہئے اس لئے کہ اس کے لیڈر مزدوروں کو اپنی اغراض کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

سردار جی کی تقریر کا مزدوروں پر کوئی خاص اثر نہ پڑ سکا۔ اور پتا چلا کیسے سردار جی ٹاٹا کے ہوائی جہاز میں جمشید پور آئے کمپنی کے جنرل منیجر فیروز کنٹاکٹر کی موٹر میں گھومتے رہے۔ اور وہاں کے سب سے بڑے ذخیرہ باز اور نفع خور [illegible] کے یہاں کمپنی کے تمام افسروں کے ساتھ چائے پی۔ مزدوروں نے [illegible] سب کچھ آنکھوں سے دیکھے رہے اور یہ بھی معلوم کیا کہ سردار نے ان کے لیڈر پروفیسر باری کو اس لئے برا بھلا کہا کہ کارخانہ کے مالک نے ان سے ان کی شکایت کی تھی۔

اسی طرح ۱۰ دسمبر کو کلکتہ میں ہندوستانی مزدور سیوا سنگھ کی بنگال کی ایک شاخ کا ایک جلسہ پروفیسر [illegible] کی صدارت میں ہوا۔ اس میں ہندوستانی مزدوروں اور دو سو کے قریب طالب علم شریک ہوئے۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں اچاریہ کرپلانی جنرل سکریٹری آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے تقریر کی تھی جس میں انہوں نے مزدور سیوا سنگھ کے مقاصد بتلاتے ہوئے شروع میں انہوں نے مزدوروں سے ہمدردی ظاہر کی اور کہا کہ "ہمارے ملک کے مزدور بڑی مصیبت میں گھرے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں پیٹ بھر کھانا ملتا ہے اور نہ تن بھر کپڑا۔ لیکن بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سرمایہ دار اس کے ذمہ دار ہیں یہ غلط ہے۔ اصل میں اس میں کسی کا قصور نہیں ہے۔ مل مالک اگر پیدا نہ کریں تو کارخانے نہیں چلا سکتے اور کارخانے نہ چلیں تو مزدوروں ہی کا نقصان ہوگا۔ وہ بے کار ہو جائیں گے۔ ہماری سوسائٹی چند خاص اصولوں پر چلتی ہے۔ مزدوروں اور سرمایہ داروں دونوں کو کچھ نہ کچھ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔"

کرپلانی جی کہنے کو تو یہ کہہ گئے لیکن غالباً خود ان کا ضمیر انہیں ملامت کرنے لگا اور وہ اس کی صفائی میں کہنے لگے کہ "یہ صحیح ہے کہ سرمایہ داروں کو کھانے کپڑے کی تکلیف نہیں ہوتی وہ عمدہ مکانوں میں رہتے ہیں موٹروں میں گھومتے ہیں لیکن اصل میں وہ حقیقی مسرت سے محروم رہتے ہیں۔ ان کے بچے بیمار رہتے ہیں اور اسی قسم کی پریشانیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔"

اس زمانہ میں ایسی باتیں کرپلانی جی ہی کر سکتے ہیں پرانے زمانہ میں جب رئیس اچھوتوں کا خون چوستے تھے تو انہیں یقین دلاتے تھے کہ یہ ان کے پچھلے کرموں کا پھل ہے جواب کرپلانی جی مزدوروں کو اسی طرح بے وقوف نہیں بنا سکتے بیچارے سرمایہ داروں کی دکھ درد کی کہانی سنانے کے بعد اچاریہ جی نے چور بازار کا ذکر کیا اور کہا کہ "آج کل تو معمولی ایماندار آدمی بھی اس پر مجبور ہو گیا ہے کہ اپنی چیزیں چور بازار میں بیچے آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ سرمایہ دار نفع خور اور چور ہیں اس لئے انہیں مار کر نکال دینا چاہئے لیکن چور بازاری میں تو آج کل ہر شخص مبتلا ہے اسی طرح تو مزدور بھی ایک چھوٹا موٹا چور ہے؟"

شاباش! مزدوروں کا بھلا اس سے بہتر وکیل اور کہاں مل سکتا ہے؟ ان کے نزدیک بیچارے سرمایہ دار تو بڑے معصوم ہیں چور بازاری وہ خوشی سے تھوڑا ہی کرتے ہیں۔ مزدور اور درمیانی طبقے کے غریب لوگ انہیں مجبور کر دیتے ہیں وہی اس کے ذمہ دار ہیں۔

آگے چل کر کرپلانی جی نے فرمایا کہ بعض لوگ جنگ کی ہولناکیوں سے متاثر ہو کر سرمایہ داری کو ختم کر دینا چاہتے ہیں کمیونسٹ چاہتے ہیں کہ تمام کارخانے اسٹیٹ کی ملکیت ہو جائیں یعنی سرمایہ داروں کی جگہ حکومت کو مسلط کر دیا جائے۔ گاندھی جی کا کسان مزدور پرجا راج "اصل میں صحیح کمیونزم ہے اور اس صحیح کمیونزم کی وضاحت انہوں نے یہ فرمائی کہ اس راج میں مزدور اور کسان کام کریں گے اور سرمایہ دار اور زمیندار ان کے سرپرست اور امانت دار ہوں گے۔

اور اگر یہ امانت دار اپنے فرائض پورے نہ کریں تو اچاریہ جی اس کا حل یہ بتاتے ہیں کہ گاندھی جی ان سے تعاون نہیں کریں گے کیا خوب حل ہے۔ گاندھی جی کی ایک ڈانٹ سب خرابیاں درست کر دے گی۔ [illegible] ہیں اور بہت دلچسپ بات یہ ہے کہ کانگریس نے اپنے پروگرام میں صنعتوں کو قومی ملکیت بنانے پر بڑا زور دیا ہے اور اس کے لیڈر اور مزدور سیوا سنگھ کے کارکن ہر جگہ اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے پھرتے ہیں (نیا زمانہ)

ریاستوں میں دستوری ترقی

نواب صاحب بھوپال کی تقریر

نئی دہلی ۱۸ جنوری۔ ایوان والیان ریاست کے چانسلر نواب صاحب بھوپال نے آج حسب ذیل قرارداد پیش کی جس کو ایوان نے منظور کیا۔ "ایوان والیان ریاست اس خواہش کا اعادہ کرنا چاہتا ہے کہ ہندوستانی ریاستیں ملک کی اس تمنا میں پوری طرح شریک ہیں کہ اس کو جلد کامل مقتدر اعلیٰ فی الفور حاصل ہو جائے نیز یہ کہ ہندوستانی ریاستیں ہندوستان کے دستوری مسئلہ کے حل میں ہر امکانی مدد دیں گی۔"

مذکورہ قرارداد کو پیش کرتے ہوئے ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے کہا کہ والیان ریاست میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ہندوستان کو با عظمت نہ دیکھنا چاہتا ہو۔ اور اس بات کو قابل احترام نہ سمجھتا ہو کہ ہندوستان انسانیت کی ترقی کے لئے اپنے شایان شان خدمت انجام دے۔

"اگر ہمارے یہی احساسات ہیں تو ہمیں عمل کر کے قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے اور ایک ساتھ رہنے کی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ اتحاد و اتفاق باعث برکت ہے۔"

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے نواب صاحب موصوف نے کہا ہندوستان کے دستوری مسئلہ کو طے کرنے میں والیان ریاست کو کس قسم کی کس حد تک امداد دینا ہوگی، اس کو متعین کرنا ابھی ممکن نہیں کیونکہ والیان ریاست آنے والے حالات کی مکمل تصویر کا کوئی تصور پیش نہیں کر سکتے لیکن آپ نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہندوستان کے دستوری مسئلہ کو حل کرنے کے لئے جو کوشش بھی منصفانہ اور معقول بنیاد پر کی جائے گی والیان ریاست اس میں پوری مدد کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

والیان ریاست کے اس جذبہ کے پیشگی مظاہرے کے طور پر نواب صاحب بھوپال نے ہندوستانی ریاستوں میں دستوری ترقی کے متعلق ایک طویل اعلان پڑھ کر سنایا۔ اس اعلان میں بتایا گیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر ریاست میں ایک ایسا مکمل دستور مرتب کیا جائے جس کی رو سے والیان ریاست کے اعلیٰ اقتدارات کو باقاعدہ دستوری ذرائع کے تحت متعلقہ حکمران خاندانوں کے وجود کو کسی طرح متاثر کئے یا نقصان پہونچائے بغیر استعمال کیا جا سکے ایسے عوامی ادارے قائم کرنے چاہئیں جن میں ریاستوں کی حکومتوں کے ساتھ عوام کے قریبی اور موثر اشتراک کا یقین حاصل کرنے کے لئے اکثریت کو منتخب کیا جائے۔ اعلان میں کہا گیا ہے کہ اکثر و بیشتر ریاستوں نے ایسے بہتر طریقے اختیار کر لئے ہیں جن کے ذریعہ ان کے علاقوں میں قانون کا نفاذ اور تحفظ نیز اشخاص کے جائداد کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔

چانسلر کے اعلان میں مزید کہا گیا ہے کہ جن ریاستوں میں مندرجہ ذیل اہم حقوق نہ موجود ہوں وہاں ان کی ضمانت دی جانی چاہئے۔

۱۔ کسی شخص کو اس کی آزادی سے محروم نہ کرنا چاہئے اور نہ اس کی رہائش گاہ یا جائداد میں مداخلت کرنا یا اس کو ضبط کرنا چاہئے بجز اس کے کہ یہ قانون کے مطابق ہو۔

۲۔ ہر شخص کو پروانہ حاضری ملزم کا حق حاصل ہونا چاہئے۔

۳۔ ہر شخص کو اس کی آزادی ملنی چاہئے کہ وہ اپنے خیالات اور رائے کو آزادی کے ساتھ ظاہر کرے اور ایک دوسرے کے ساتھ آزادی سے میل جول رکھے۔ نیز اس کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ ہر ایسے اجتماع میں پرامن اور غیر فوجی طریقہ پر کسی ہتھیار کے بغیر شرکت کر سکے جس کے اغراض قانون اور اخلاق کے منافی نہ ہوں۔

۴۔ ہر شخص کو ضمیر کی آزادی اور اپنے مذہب پر آزادی کے ساتھ کاربند رہنے کا حق حاصل ہونا چاہئے بشرطیکہ وہ عوامی نظم و ضبط اور اخلاق کے تابع ہو۔

۵۔ قانون کی نظر میں تمام اشخاص کو مذہب، ملت یا ذات کا لحاظ کئے بغیر مساوی درجہ ہونا چاہئے۔

۶۔ کسی شخص کو پبلک ملازمت اور منفعت کے عہدوں پر مامور ہونے کے لئے محض اس کے مذہب یا ذات یا عقیدہ کی بنا پر نااہل نہیں تصور کرنا چاہئے۔

اس امر کی از سر نو توثیق کی جاتی ہے کہ نظم و نسق کو ذیل کے اہم اصولوں پر مبنی ہونا چاہئے اور ان کو وہاں سختی سے نافذ کیا جائے جہاں وہ موجود نہ ہوں گے۔

۱۔ عدل و انصاف کے نظم و نسق کو ایسے غیر جانبدار اراکین عدلیہ کے تفویض کرنا چاہئے جو عاملہ کے تحت نہ ہوں۔ ریاستوں میں افراد و جماعات کو غیر جانبدارانہ طور پر ... کرنے کے لئے موزوں قانون ہونا چاہئے۔

۲۔ والیان ریاست کو چاہئے کہ اپنی ریاستوں میں نظم و نسق کے مصارف اور سیول لسٹ کی حد کو واضح طور پر متعین کر دیں اور اس کو محصولی حاصل کے معقول فیصدی کے حساب سے مقرر کر دیں۔

۳۔ محصول اندازی معقول اور منصفانہ ہونا چاہئے اور محاصل کے ایک مقررہ اور بڑے حصہ کو عوام کی فلاح و بہبود بالخصوص قومی تعمیر کی سرگرمیوں کیلئے مختص کر دینا چاہئے۔ اس بات کی پرزور سفارش کی جاتی ہے۔ مذکورہ امور جن کی سفارش اس اعلان میں کی جا رہی ہے کہ جہاں کہیں نہ ہوں وہاں نافذ کئے جائیں۔ یہ اعلان دراصل والیان ریاست کی خواہش کا آئینہ دار ہے کہ جو فیصلے کئے گئے ہیں ان کی بلا کسی تاخیر و ذہنی تحفظ کے تعمیل کی جائے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

(۱) تنقید —

سردار پٹیل دو جمہوری کرسی سے بذریعہ طیارہ احمد آباد تشریف لائے یہی نہ احمد آباد کے مل مالکوں کی انجمن نے سردار پٹیل کو پانچ لاکھ روپیے کا ایک چاک پیش کیا مل مالکوں کی انجمن کے صدر سیٹھ ساکر لال بال بھائی نے فرمایا کہ سردار پٹیل نے ملک کی خدمت کی ہے اس صلہ میں انہیں یہ چاک پیش کیا جا رہا ہے (دنیا زمانہ)

انجمن صحابان سویٹ ہوس نے قاضی عبد الغفار صاحب کو نائب صدر منتخب کیا (ایک خبر)

قاضی صاحب سویٹ ہوس کے بھی دوست ہیں اور سامو کاروں کے لئے بھی اپنے قلب میں ایک نرم گوشہ رکھتے ہیں ملاحظہ ہوں نلہ گودا موں کی ضبطی سے متعلق "پیام" کے مقالات۔

سیاسی تھکاسیلی وزرا اپنے سرا فتدار آنے پر چھوت چھات دور کریں گے (ٹرائنل)

ان عارضی تسلیوں کی نسبت ہم ان امید کرتے ہوں گے

ع بہلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

ایک راسلہ نگار نے ...

فرقہ واری کا اتحاد ایک اہم جزو ہے مگر احمد آباد میں جو گاندھی جی کا وطن ہے گاندھی نگر، جواہر نگر اور ولبھ نگر کے نام سے مکانات تعمیر کر کے نئے محلے آباد کئے گئے ہیں مگر یہاں مسلمانوں کو ایک مکان تو کیا ایک کمرہ بھی نہیں مل سکتا۔

کیا یہی تعمیری پروگرام ہے؟

فوجی اصطلاح میں اس تعمیری پروگرام کو "کیموفلاج" کہتے ہیں۔

مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کی تائید میں بعض کیمونسٹ حضرات نے پمفلٹ شائع کئے جن میں مولوی صاحب کو عوام کا ہمدرد ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس سے قطع نظر کہ مولوی صاحب مجلس اتحاد میں ہمیشہ شیخ احمد ونوں کی حمایت کرتے رہے تعجب اس بات پر ہے کہ کیمونسٹ حضرات اس گفتگو سے چشم پوشی کر رہے ہیں جو سالار جنگ بلیس میں ہوا۔ ان کے لئے بھوکی عوام کی بھوک کا علاج سمجھ رہے ہیں۔ سالار جنگ بلیس اور کیمیا نزم؟ کیا انقلاب ہے! اور ستے کا رہنما نارائن ریڈی اس گفتگو سے مفاہمت کی مذمت کرتے ہیں مگر کا مریڈ مخدوم محی الدین ان کے ساتھی اس کی حمایت میں ہیں

ع چہ نسبت یاراں طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟

اعلان کرتا ہوں کہ میں صدارت مجلس اتحاد المسلمین کا ہرگز خواہاں نہیں ہوں اور آئندہ اپنی زندگی خاموشی سے علاج اور اپنے پیشے کے کاروبار میں گزارنا چاہتا ہوں۔ (مولوی ابوالحسن سید علی)

مولوی صاحب کے اس اعلان کو پڑھ کر ہمارے ایک دوست نے یہ مشورہ دیا کہ سالار جنگ بلیس پر ایک تختہ آویزاں کیا جائے جس پر غالب کا یہ شعر لکھا جائے ؎

بوئے گل، نالۂ دل، دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشاں نکلا

آندھرا کانفرنس نے سر ڈرسنگ راؤ کی صدارت میں ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ

"ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ یقین دلانا چاہتی ہے کہ ذمہ دارانہ حکومت کا کسی طرح بھی ہندو راج مطلب نہیں ہو سکتا"

بالکل بجا ارشاد ہے مگر اس کا مطلب عددی اکثریت کی حکومت تو ضرور ہو سکتا ہے۔

عالم کا ایقان ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین کے صدر نے دیگر اداروں کے نمائندوں کے ساتھ ان تیقنات کا اظہار کئے بغیر جو گفتگو کی ہے وہ قابل قبول نہیں ہے (آندھرا کانفرنس)

گفتگوئے مفاہمت تھی یا سیاسی آنکھ مچولی؟

جب نیویارک میں صحافتی نمائندوں نے مسٹر چرچل سے انگلستان کی حالیہ حکومت کی نسبت رائے معلوم کرنے کی کوشش کی تو مسٹر چرچل نے کہا کہ میں اپنے وطن سے باہر اپنے ملک کی حکومت پر تنقید نہیں کرتا۔ (ایک خبر)

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ سوائے راما نند تیرتھ اور پنڈت وید رہے بھی مسٹر چرچل کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور حیدرآباد سے باہر حیدرآباد کی حکومت پر تنقید نہیں کرتے۔

ایک راسلہ نگار نے تحریر کیا ہے "نیا زمانہ" میں کامریڈ مخدوم محی الدین کا ایک مضمون "حیدرآباد میں آئینی اصلاحات کا ڈھونگ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ حیدرآباد کی مجلس مقننہ میں مسلمانوں کو (۱۲) فی صد سے زیادہ نشستوں کا حق نہیں ہے۔

ہمارا راسلہ نگار کا خیال ہے کہ کیمونسٹوں کی موجودگی میں آریہ سماج تحریک کی اب کوئی ضرورت نہیں۔ — راسلہ محفوظ ہے۔

مستقبل کا حیدرآباد

ایک یادداشت جو برطانوی پارلیمانی وفد کی اطلاع کے لئے تیار کی گئی

تمہید

مندرجہ ذیل یادداشت کو جو مولوی میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر نے مرتب کی تھی مجلس جاگیرداران کی مجلس عاملہ نے جس کا اجلاس راجہ شام راج بہادر کی صدارت میں راجے رایاں" بیلس میں بتاریخ ۶ جنوری ۱۹۴۶ء منعقد ہوا تھا باتفاق آرا منظور کیا۔

اس یادداشت کو جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ نے بھی جس کا اجلاس مسٹر ڈنشا اتما لیہ کی صدارت میں بتاریخ ۸ جنوری ۱۹۴۶ء بیت الاکبر سیف آباد میں منعقد ہوا تھا منظور کر لیا۔

انجمن پیروان مذاہب کی مجلس عاملہ نے بھی اپنے اجلاس منعقدہ ۱۳ جنوری ۱۹۴۶ء اس یادداشت کی اس دعا کے ساتھ پر زور تائید کی کہ برطانوی پارلیمانی وفد کی آمد حیدرآباد اور ہندوستان کی ترقی و خوشحالی کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ اس انجمن میں تمام فرقوں یعنے ہندوؤں، پارسیوں، عیسائیوں، سکھوں اور مسلمانوں کے مذہبی نمائندے شریک ہیں۔

اس یادداشت پر ممتاز رہنمایان، دانشوروں، وکلا و سربرآوردہ اصحاب اور اشخاص نے بھی اپنے دستخط کئے ہیں جنہیں پبلک زندگی کا وسیع تجربہ حاصل ہے ان کے دستخط آخری صفحہ پر درج ہیں۔

نواب سر نظامت جنگ بہادر ایل ایل بی سابق صدر المہام سیاسیات اور نواب امین جنگ بہادر کے سی آئی ای سابق صدر المہام پیشی خداوندی نے بھی جن کا حیدرآباد کے باشندے بہت احترام کرتے ہیں اس یادداشت کو پڑھا اور اس سے اتفاق کیا۔

اس سے ظاہر ہوگا کہ یہ یادداشت ان ممتاز اصحاب کے سوچے ہوئے آرا کی حامل ہے جو مختلف فرقوں اور جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ترنک لال معتمد مجلس جاگیرداران

زاہد علی کامل معتمد جماعت اتحاد و ترقی

برطانوی پارلیمانی وفد کے اراکین سے خطاب

حضرات!

ہم آپ کا خیر مقدم اس حیثیت سے کرتے ہیں کہ آپ اہل برطانیہ کی اکثریت کے نمائندے ہیں جن کا یہ پرخلوص ایقان ہے کہ ہندوستان کو آزادی ملنی چاہئے اور اس وسیع بر اعظم کے باشندوں کو ایسی حکومت یا حکومتوں کے قیام کا موقع ملنا چاہئے جو ان کی ذہانت، مزاج اور ان حالات کے مطابق ہو جو اس ملک سے مخصوص ہیں۔ ہم بھی اسی طرح خیر سگالی کا اظہار کرتے ہیں جس کے آپ حامل ہیں۔

جب ایک خود مختار ہندوستان کے مستقبل کا خاکہ تیار کیا جائے گا تو مختلف النوع مسائل پیدا ہوں گے۔ اگر آپ ان مسائل کو نظر انداز کر دیں تو آپ ایک پرامن ہندوستان کا خاکہ تیار نہ کر سکیں گے اور جب ہندوستان امن سے محروم ہو تو وہ زیادہ عرصہ تک نہ تو آزاد رہ سکتا ہے اور نہ خوش حال۔ اسی لئے تحفظات اور سمجھوتوں کی ضرورت ہے۔ گو یہ کار وقت طلب اور پیچیدہ ہے دوسری ہندوستانی ریاستوں کے مسائل سے قطع نظر حیدرآباد کا مستقبل ہندوستان کے عظیم مسائل میں سے ہے۔ حیدرآباد کا رقبہ تقریباً فرانس کے مماثل ہے۔ اس کی آبادی ایک کروڑ ستر لاکھ سے زیادہ ہے اور اس کی تاریخ اور روایات ایسی ہیں کہ ان کو حیدرآباد کے باشندے نظر انداز یا فراموش نہیں کر سکتے۔ حیدرآباد کے معاشی امکانات بہت وسیع ہیں۔ حیدرآباد کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی اس کا ایک ایسا اثاثہ ہے جو اس کے باشندوں کو برطانوی ہند کے باشندوں سے ممتاز کرتا ہے۔

آپ قدرتی طور پر یہ جاننا چاہیں گے کہ حیدرآباد ہندوستان کے مستقبل میں کیا حصہ لینا چاہتا ہے۔ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم حیدرآباد کی حقیقی آئینی حیثیت کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

حیدرآباد کی آئینی حیثیت

اگر معاہدات کاغذ کے پرزے نہیں ہیں تو فقرہ (۵) معاہدہ ۱۸۰۰ء میں جو نظام حیدرآباد اور حکومت برطانیہ کے مابین ہوا تھا ان دونوں کا جو آئینی تعلق بیان کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے

ہز ہائی نس دی نظام پہلے سے اطلاع دئے بغیر اور آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت سے مشورہ کئے بغیر کسی دولت سے گفت و شنید نہیں کریں گے اور آئندہ گفت و شنید بالاتفاق ہوگی اور آنریبل کمپنی کی حکومت اپنی جانب سے یہ اعلان کرتی ہے کہ اس کو ہز ہائی نس کی اولاد، رعایا یا ملازمین سے کسی قسم کا سروکار نہ ہوگا جن کے متعلق ہز ہائی نس کامل اقتدار رکھتے ہیں۔

دوسرے معاہدات کے ذریعہ حیدرآباد نے دفاع کی غرض سے فوجوں کے قیام کے لئے اپنے بعض زرخیز علاقے حکومت برطانیہ کو تفویض کئے۔

اس طرح حیدرآباد نے اپنے اقتدار اعلیٰ کی دو اہم خصوصیات یعنے امور خارجہ اور دفاع تاج برطانیہ کو منتقل کیں اور حیدرآباد ایک عرصہ سے اس بات پر اصرار کر رہا ہے کہ پیراماؤنٹسی کی اصطلاح کا مفہوم ان وجوہات کے سوا اور کچھ نہ ہو جو مذکورہ بالا منتقلی سے پیدا ہوتے ہیں۔

حیدرآباد کو ان مالی یا انتظامی پالیسیوں کی تشکیل میں کوئی آواز نہیں دی گئی جیسا کہ دی جانی چاہئے تھی جو کل ہند نوعیت رکھتی ہیں جو حیدرآباد پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس نقص کے ارتفاع کے لئے حیدرآباد کا مطالبہ حق بجانب ہے۔

ایک اور امر جس پر حیدرآباد زور دیتا ہے یہ ہے کہ حیدرآباد اور برطانیہ کے تعلقات چونکہ معاہداتی اور دو طرفہ نوعیت رکھتے ہیں اس لئے اگر فریقین کے مابین اختلاف رائے ہو تو اس کا تصفیہ ایک آزاد ثالثی کے ذریعہ ہونا چاہئے۔

ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم نے اوپر جو کچھ بیان کیا ہے اس کی تائید میں چند ممتاز ماہرین کی آراء پیش کریں۔

سر رابرٹ فلیمور اپنی بین الاقوامی قانون کی شرح دفعہ (۲۹) میں تحریر کرتے ہیں کہ برطانیہ عظمیٰ اور روسائے ہند کے

باہمی معاملات پر بین الاقوامی انصاف کا اصول منطبق ہونا چاہئے۔

سر ولیم لی وارنر کہتے ہیں کہ بین الاقوامی قانون نیز انصاف کے اصول اور اس کی زبان بھی ہندوستانی ریاستوں پر صحیح طور پر قابل اطلاق ہے۔

سر چارلس مٹکاف کی رودکار سے حسب ذیل اقتباس پیش کیا جاتا ہے:۔

"ہم نے نظام کے علاقوں کو کبھی فتح نہیں کیا۔ اس حکمران سے ہمارا تعلق ہمیشہ ایک حلیف کا سا رہا ہے اور یہ رشتہ ایک زمانہ میں اس قدر اہمیت رکھتا تھا کہ ہز مجسٹی نے اس اتحاد کے قیام کے لئے معاہدہ کی گفتگو کی اس کو برٹن کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ کما زمانے کے بعد سے اس ملک (حیدرآباد) میں ہم نے بہت کچھ مداخلت شروع کر دی ہے جو کسی معاہدہ کی رو سے حق بجانب نہیں ہے۔"

کرنل ہیسٹنگ فریزر اپنی کتاب جو "نظام کے معاملات" سے موسوم ہے تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"نظام کا مقتدر اعلیٰ اور خود مختاری میں کوئی بلا استثناء ہر گورنر جنرل اور وائسرائے آج تک انکو تسلیم کرتا آیا ہے۔ مقدس معاہدات پر مبنی ہیں۔ نظام کسی وقت بھی حکومت برطانیہ کے باجگزار نہیں رہے۔ اس کے برخلاف ریاست حیدرآباد مسلسل کئی سال تک حکومت برطانیہ کو بعض خدمات کے معاوضہ میں امداد دیتی رہی اور بعض صوبوں کا خراج وصول کرتی رہی جو حکومت برطانیہ کو مینڈیٹ کر دئے گئے تھے۔ اس وقت معاہدہ کے تحت نظام کی حیثیت ایک خود مختار حکمران اور ملک معظم کے ایک حفاظت یافتہ حلیف کی ہے۔

لارڈ لیوزی تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"یہ حکومت نہ صرف ایسے ارادے بلا کسی شک کے کرنے کی خواہش سے بھی اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتی ہے جس سے نظام کی آزادی کسی صورت میں بھی متاثر ہو۔ ہر خود معاہدہ جس میں یہ کھلے الفاظ میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت ہند کسی صورت میں ہز ہائنس کی رعایا یا معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی ایسے حالات کے مانع ہے۔"

حیدرآباد کے ایک سابق رزیڈنٹ جنرل فریزر اپنے ایک مکتوب میں جو گورنر جنرل کا موسومہ ہے تحریر کرتے ہیں کہ

"نظام کی حکومت مقتدر اعلیٰ اور خود مختار حکومت ہے موجودہ معاہدہ میں مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی جو اس آزادی کو متاثر کرنے میں ہمیں حق بجانب قرار دے کیونکہ ہماری موثر اور بہ زور قوت مداخلت کا یہی نتیجہ ہوگا۔"

حیدرآباد کے مستقبل سے متعلق عوامی نقطۂ نظر

حیدرآباد کی اس آئینی حیثیت سے قطع نظر حیدرآباد کے باشندے بلالحاظ فرقہ و طبقہ و ایمان، کہتے ہیں کہ ہندوستان کے برّاعظم کے مستقبل کی تعمیر میں حیدرآباد ایک اہم حصہ لے گا ان کی یہ خواہش ہے کہ اس مقصد کی خاطر وہ آصفیہ ایک آزاد و سیاسی وحدت کی حیثیت سے قائم و برقرار رہے۔ ہم آصفی حکمرانوں کے ممنون منت ہیں کہ ان کی فیاضانہ حکمرانی نے اتحاد پیدا کر دہ دائرے اثر نے مختلف ثقافتی اور لسانی جماعتوں کو ایک دوسرے سے قریب کر دیا۔ اور ان کو ایک ہم آہنگ وحدت کی شکل دے دی اور اس طرح ایک مشترکہ تہذیب اور مشترکہ زبان کے نشوونما میں مدد دی۔

آصف جاہ اول کی مشہور وصیت میں جہاں ان کے جانشینوں نے احتیاط کے ساتھ پابندی کی وہ اصول درج کئے گئے ہیں جن کے مطابق آصف جاہی حکمرانوں کو اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ برتاؤ کرنے کی تاکید ہے۔ یہ وصیت غیر مسلم رعایا کے لئے ایک مذہبی اور ثقافتی آزادی کا منشور ہے۔

حیدرآباد کے باشندوں کو جن میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل ہیں کبھی کبھی حکومت حیدرآباد سے اختلافات رہے ہیں لیکن یہاں حیدرآباد آصف جاہی تخت و تاج سے وفادار اور عقیدت میں ایک اور متحد ہیں اور ہز اگزالٹڈ ہائی نس کی رعایا کے مختلف فرقوں اور طبقوں کے مابین جو خوشگوار تعلقات قائم ہیں وہ اس بات کی ضمانت ہیں کہ طرز حکومت میں تبدیلیاں اور باہمی رضامندی سے ترقی پذیر تغیرات رو بہ عمل آئیں گے۔

یہ کہنا دشوار ہے کہ مستقبل کے ہندوستان میں کس قسم کی حکومت یا حکومتیں قائم ہوں گی اگر حیدرآباد کو اس کے مقبوضہ علاقہ واپس مل جائیں اور سمندر کا راستہ حاصل ہو جائے تو وہ بجائے خود ایک ڈومینین بن سکتا ہے۔ جس کا تعلق تاج برطانیہ سے ہوگا۔ حیدرآباد یقیناً اپنی ہمسایہ ڈومینین سے ان مسائل کی نسبت معاہدہ کرے گا جو ہمسایہ حکومتوں کے مابین پیدا ہوسکتے ہیں

معاشی مسائل

ان معاشی مسائل کی حد تک جو حیدرآباد پر اثر انداز ہوتے ہیں کوئی حکومت ہند خواہ برطانویوں کی ہو یا ہندوستانیوں کی ان تدابیر اور پالیسیوں کو حیدرآباد پر مسلط نہیں کرسکتی جن کی تشکیل میں حیدرآباد کی موثر آواز شامل نہ ہو حیدرآباد کے اس جائز مطالبہ کو ماضی میں حکومت ہند نے نظرانداز کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حیدرآباد کی خوشحالی اور ترقی کے لئے مضر ثابت ہوا جس کی وضاحت ذیل کی مثالوں سے ہوگی۔

(۱) بندرگاہ سے محرومی۔ اگرچہ معاہدہ کے تحت حیدرآباد مچھلی بندر کو استعمال کرنے اور وہاں کارخانے قائم کرنے کا مجاز ہے۔ (ملاحظہ ہو معاہدہ سنہ ۱۸۰۰ء)

(۲) معاہدہ سنہ ۱۸۰۲ء کے فقرہ (۳) کے خلاف حکومت ہند ان اشیاء پر محصول عائد کرتی ہے جو سلطنت برطانیہ کے کسی حصہ سے ممالک محروسہ میں درآمد ہوتی ہیں یا جو دوسرے برطانوی ہند کے باہر برآمد کی جاتی ہیں جب ریاست ہائے کشمیر اور نیپال میں یہ اشیاء بلامحصول درآمد ہوتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حیدرآباد کے باشندے بھی اسی قسم کے مراعات سے مستفید نہ ہوں خاص کر جبکہ یہ حق انکو ازروئے معاہدہ حاصل ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسی معاہدہ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ حیدرآباد تمام درآمدات اور برآمدات پر (۵) فی صد سے زیادہ محصول عائد نہیں کرسکتا۔ اس شرط کی پابندی حیدرآباد کرتا رہا لیکن معاہدہ کے دوسرے فریق نے اپنی ذمہ داری کی تکمیل نہیں کی۔ حیدرآباد کے باشندے بجا طور پر یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس خصوص میں حکومت برطانیہ ان کے ساتھ انصاف نہیں کر رہی

(۳) حیدرآباد کو حکومت ہند کی جبری محصول کی پالیسی برداشت کرنی پڑتی ہے حالانکہ حیدرآباد سے اس پالیسی کی تشکیل میں مشورہ نہیں لیا گیا۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین رکھنا مناسب ہوگا کہ ٹیرف کمیٹی نے بھی ریاستوں کے اس مطالبہ کی تائید کی تھی کہ جبری محاصل کے معاملہ میں ان سے مشورہ کیا جائے۔

(۴) حیدرآباد اپنی تجارت اور رسل و رسائل کی ضروریات کی تکمیل کے لئے اپنے نظام ریلوے میں توسیع نہیں دے سکتا۔

بہر دو وجوہ سے یہ بات اہم ہے کہ اس مسئلہ پر جلد غور
کیا جائے تاکہ صنعتی، انتظامی اور فنی نوعیت کی شورش یا
پیدا ہو رہی ہیں۔ بلکہ ہماری تحقیقات یہ ہیں:

(۱) حیدرآباد اپنے نظام شکر کی تکمیل اس وقت تک نہیں کر سکتا کہ اس وجہ سے کہ حکومت ہند نے ممالک محروسہ میں ہر جگہ ڈپو قائم کر کے اور مستقل خطوط اندازی غصب کر کے حیدرآباد کے سررشتہ پر کو کثیر نقصان پہونچایا۔ اور نیز اس وجہ سے کہ ان اختیارات کو جو انگریزی شہ خانوں سے منتقل ہوتی ہیں۔ ممالک محروسہ میں بلا معاوضہ تقسیم کرنے نے سررشتہ پر کو غیر ضروری مصارف برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ برطانوی ہند کا ٹکٹ تو حیدرآباد میں چل سکتا ہے لیکن یہی حق حیدرآباد کے ٹکٹ کو برطانوی ہند میں حاصل نہیں۔

(۲) حیدرآباد کو اپنی اندرونی اغراض کے لئے وائرلیس و ٹیلیگراف قائم کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس کے قیام سے نہ صرف انتظامی کام کو سرعت کے ساتھ انجام دینے کی سہولت حاصل ہوتی بلکہ تجارت کی بھی بڑی حوصلہ افزائی ہوتی۔ اسی طرح اگر حیدرآباد بجلی کے ذخیروں کے پانی کو آب پاشی کے علاوہ کے لئے استعمال کرنا چاہے تو اس کے راستہ میں مزاحمتیں پیدا کی جاتی ہیں۔

(۳) ممالک محروسہ سرکار عالی جو نمک درآمد کیا جاتا ہے اس پر حکومت ہند ناجائز طور پر محصول عائد کرتی ہے۔

(۴) بیرونی تجارت سے متعلق بندشوں پر حکومت ہند حیدرآباد کے حق تسلیم نہیں کرتی۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس سے حیدرآباد کے تاجروں پر غیر ضروری مصارف کا بار عائد ہوتا ہے۔

(۵) حیدرآباد کی صنعتی ترقی اس مسئلہ کی وجہ سے کہ اس اہم مسئلہ سے متعلق حکومت ہند کی روش غیر ہمدردانہ رہی ہے۔ حکومت ہند برطانوی ہند میں صنعتی ترقی کی سرگرمی کے ساتھ حوصلہ افزائی کرتی ہے لیکن ریاست کی میں صنعتوں کی بالواسطہ حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ مثلاً حیدرآباد نے جو روغن دار تخم پیدا کرنے والے دنیا کے بڑے رقبوں میں سے ہے صنعت روغن سازی قائم کرنا چاہا۔ لیکن یہ معلوم ہوگیا کہ حکومت ہند سے کچھ زیادہ مدد اور ہمدردی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دوسری صنعتوں پر بھی جن کے لئے ممالک محروسہ کے حالات موافق ہیں یہی بات صادق آتی ہے۔

حیدرآباد برطانوی مشنری اور اگر ضرورت ہو تو برطانوی ماہرین فن کی مدد سے اپنے آپ کو صنعتی بنانے کا متمنی ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ مملکت آصفیہ کے امتیازی موقف کا صحیح اندازہ کیا جائے۔

(۶) برطانوی ہند کے سکہ کو حیدرآباد میں استعمال کرنے کی اجازت ہے اور برطانوی ہند کے بنک ممالک محروسہ میں وسیع پیمانہ پر کاروبار کر رہے ہیں لیکن یہی سہولتیں اور مراعات حیدرآباد کی کرنسی کو برطانوی ہند میں حاصل نہیں۔

ہماری شکایتوں کی جو فہرست اوپر درج ہے وہ جامع نہیں ہے۔ یہ محض مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ برطانوی حکومت ہند اور حیدرآباد کے مابین جو اراضی اور مالی معاملات ہوتے ہیں اور ان کے جو معاشی تعلقات ہیں ان کی تحقیقات اور ان خامیوں سے پاک کرنا اور اضلاع مفوضہ کی واپسی ضروری ہے۔

آخر میں ہم آپ سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہمارے ان جذبات کو برطانوی پارلیمنٹ اور ملک معظم کی حکومت تک پہونچا دیں اور انہیں یہ مشورہ دیں کہ حیدرآباد سے متعلق وہ اپنی پالیسی اس طرح تشکیل دیں کہ حیدرآبادیوں کے ذہن سے یہ خیال دور ہو جائے کہ سیاسی اقتدار نے یہاں باشندگان ملک کی معاشی بہبودی کو ترقی دینے کے مواقع کو جہاں تک تعلق ہے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جا رہا ہے۔

خواتین:-
بیگم کمال یار جنگ۔ بیگم رستم جنگ۔
رانی گجرا بائی۔ مسز [illegible]

(راجہ رایان شاہ راج صدر نشین)
ارکان عاملہ مجلس جاگیرداران:-
محسن یار جنگ۔ تراب یار جنگ۔ دوست محمد خان۔ گردھر داس۔ دلدار خان۔ [illegible] کشن داس۔ محمد معین الدین علی خان۔ [illegible] میر معین الدین علی خان۔ میر اکبر علی خان۔ [illegible] نرسنگ لال (معتمد مجلس جاگیرداران)۔

[illegible] میر محمود علی خان۔ نواب [illegible] ۔ [illegible] (راجہ [illegible]) [illegible] جنگ [illegible]

(ڈاکٹر [illegible] صدر نشین)
ارکان عاملہ جماعت اتحاد و ترقی:-
ڈاکٹر لطیف سعید (سعید یار جنگ) محمد علی [illegible]۔ نیلکنٹ پرشاد۔ شیام سندر۔ میر حسن الدین۔ گردھاری۔ عبداللہ پاشا۔ میر اکبر علی خان۔ سردار اللہ خان۔ نجم الدین۔ [illegible]۔ ہری کشن۔ [illegible]۔ مرزا [illegible] علی (معتمد)

ممتاز کاروباری اشخاص:-
لائق علی [illegible] صنعتی [illegible] پارکھ (صدر نشین چیمبر آف کامرس)۔ علاؤ الدین ([illegible] نواز جنگ)۔ سری کشن [illegible] کشن داس [illegible] سیٹھ [illegible] برہم جی لال جی۔ سید حسین [illegible] عبدالرزاق (ایڈوکیٹ)

ممتاز وکلاء:-
(راجہ بہادر) بنسی دھر۔ محمد اکبر یار جنگ۔ اصغر یار جنگ۔ نادر شاہ [illegible] گوبند راؤ [illegible] گرو پرشاد۔ اعظم الدین

[illegible] علیم۔

سربرآوردہ پبلک کارکنان:-
(راجہ بہادر) [illegible] پورن داس۔ سید محمد پادشاہ حسینی (معتمد علماء دکن)۔ بی [illegible] (قائد [illegible] اقوام)۔ (سردار) [illegible] سنگھ (ممتاز قائد فرقہ سکھ)۔ حکیم [illegible] ایڈیٹر [illegible] سابق نائب صدر [illegible] ڈاکٹر [illegible]۔

وظیفہ یاب عہدہ داران:-
رستم جنگ (راجہ بہادر ونکٹ راما ریڈی)، ڈاکٹر [illegible] (اعظم نواز جنگ)، سی، [illegible]۔

حیدرآباد پولیس سروس

معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے براہ خسروانہ [illegible] علیحدہ سروس کے قیام کو جسے حیدرآباد پولیس سروس کے نام سے موسوم کیا شرف منظوری عطا فرمایا ہے۔ اب تک یہ ہوتا آیا تھا کہ محکمہ پولیس کے اعلیٰ افسروں کے تقررات "حیدرآباد سیول سروس" کے ذریعہ عمل میں آتے تھے لیکن اب آئندہ سے یہ تقررات علیحدہ "حیدرآباد پولیس سروس" کے ذریعہ عمل میں آیا کریں گے۔

انجمن عربی

گذشتہ جمعہ کو انجمن اشاعت کی مجلس رابطہ کا (۱۱) واں اجلاس عزیز کمپنی میں بصدارت علامہ عبد اللہ رشید صاحب کی منعقد ہوا۔ حافظ قاری محمد صدیق صاحب کی تلاوت سے جلسہ افتتاح کیا گیا۔

مولوی محمد عادل قدوسی صاحب نے عربی میں "کل خزائن" پر تقریر کی مولوی محمد ادریس صاحب نے "اسلامی دنیا کی تقرّد" پر تقریر کی شیخ عبد اللہ حضرمی نے "صدقات" پر اور عالی جناب مولانا محمد مظہر صاحب مدیر اخبار صحیفہ نے "عربی کی ضرورت" کے عنوان پر فاضلانہ تقریر فرماتے ہوئے ہر موقع پر آیات قرآنی کا حوالہ دیا اور بیان فرمایا کہ قرآن مجید صرف مذہبی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ ادبی اور اخلاقی حیثیت سے نہایت بلند و بالا درجہ کی حامل ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھے اور اس پر عمل کریں اور عربی سیکھیں۔

مولوی اعظمی صاحب نے "عموم عربیت" پر تقریر فرماتے ہوئے مولوی محمد مظہر صاحب کی تقریر کی پرجوش تائید فرمائی۔

صدر پر علامہ عبد اللہ رشید صاحب کی صدارتی تقریر کامیابی سے جلسہ ختم ہوا اس جلسہ میں مولوی محمد فاروق صاحب مالک عزیز کمپنی کے پرخلوص جذبات عربی خدمات قابل ذکر ہیں۔

حیدرآباد اسٹیٹ بنک کی شاخ

قانون حیدرآباد اسٹیٹ بنک بابتہ ۱۳۵۰ف کے ضمیمہ دوم (حصہ الف) کے تحت حکومت سرکار عالی اور حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے درمیان جو معاہدہ ۲۰ مہر ۱۳۵۲ف کو عمل میں آیا تھا اس کی شرائط کی رو سے حیدرآباد اسٹیٹ بنک کو کاروبار خزانہ و کرنسی چیسٹ اضلاع کی انجام دہی کا بھی مجاز کیا گیا ہے۔ تعلقہ جنگوں ضلع پربھنی میں چونکہ پے آفس ... حیدرآباد اسٹیٹ بنک کا قیام بتاریخ ۲۴ اسفندار ۱۳۵۵ف عمل میں آیا ہے اس لئے بہ حیثیت کارندہ سرکار عالی حسب ذیل سرکاری کاروبار حسب رواج مذکور اس کے تفویض کئے گئے ہیں۔

۱۔ رقم کا تبادلہ ارسال اور دیگر بنکنگ کاروبار

۲۔ سرکار عالی کے کارندہ کی حیثیت سے سرکار عالی کی کرنسی کا انتظام

۳۔ سرکار عالی کی جانب سے معین کردہ اقل و انتہائی شرح کے بموجب سکہ کلدار و عالی کی خرید و فروخت۔

پس ذریعہ ہذا عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ۲۴ اسفندار ۱۳۵۵ف مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۴۶ء روز شنبہ سے خزانہ تعلقہ جنگوں کا انتظام پے آفس حیدرآباد اسٹیٹ بنک موقوعہ جنگوں کے ذریعہ انجام پائیگا نیز تاریخ مذکور سے خزانہ تحصیل مذکور کی مدتک وہی اوقات کار اور تعطیلات مقرر کی گئی ہیں جو اسوقت حیدرآباد اسٹیٹ بنک میں رائج ہیں۔

خزانہ مذکور کے موجودہ طریقہ کار میں تبدیلی نہ ہوگی البتہ مذکورہ بالا تبدیلی کے مد نظر پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ تاریخ منقحی یعنی ۲۴ اسفندار ۱۳۵۵ف سے خزانہ سرکار سے متعلق جملہ کاروبار کے ضمن میں تحصیلدار صاحب خزانہ تحصیل جنگوں کے نام سے مراسلت کرنے کے بجائے کلرک انچارج پے آفس حیدرآباد اسٹیٹ بنک موقوعہ جنگوں کے نام سے خط و کتابت کریں۔ (ویر پلیس رش)

اعلان

محکمہ معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۶۱) مورخہ ۶ - اسفندار ۱۳۵۵ ف

بنفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابتہ ۱۳۵۳ ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں ذریعہ ہذا ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جن پر کوئی تاجر حکومت کی جانب سے یا تجارتاً ریاستہائے متحدہ امریکہ سے درآمد شدہ برقی گولوں (جن کی کیفیت اور سائز کی صراحت خانہ (۲) ضمیمہ منسلکہ اعلان ہذا میں کی گئی ہے) فروخت کر سکے گا۔

۱ - جب کسی سرکاری اسٹاکسٹ ( ) کی جانب سے مال کی فروخت اور خانگی اسٹاکسٹ ( ) کے مقام گودام سے اندرون شہر (۲) میل میں آئے یا ممالک محروسہ سرکار عالی کے کسی ریلوے اسٹیشن پر بذریعہ مال گاڑی (ایف - او - آر) عمل میں آئے تو انتہائی قیمت معرصہ خانہ (۳) ضمیمہ منسلکہ ہذا متعلق ہوگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب مال خریدار کی خواہش پر بذریعہ مسنجر گاڑی ( ) روانہ کیا جائے تو فروخت کنندہ مذکورہ قیمت پر ایک فی صد کا اضافہ کر سکے گا۔

مزید شرط یہ ہے کہ اسٹاکسٹ ( ) گولوں کے شکست ہونے کی وجہ سے یا ان میں نقصان یا نقائص کا معاوضہ ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

۲ - جب کوئی تاجر کسی دوسرے تاجر کو ۲۰۰ واٹس یا ۲۰۰ واٹس تک کی طاقت کے گولے جو مقدار میں ۴۸ اسٹانڈرڈ کارٹن ( ) سے کم اور مالیت میں ۱۲۹ روپیہ ۸ آنہ سے کم نہ ہوں فروخت کرے تو انتہائی قیمت معرصہ خانہ (۴) ضمیمہ ہذا متعلق ہوگی۔

۳ - کسی دوسری صورت میں انتہائی قیمت معرصہ خانہ (۵) ضمیمہ ہذا متعلق ہوگی فقط

تحریر شدہ دستخط
منجانب معتمد رسد

ضمیمہ

ضمیمہ اعلان (۶۱) م ۶-۴-۵۵ ف

نشان	ریاستہائے متحدہ امریکہ میں تیار شدہ برقی گولوں کی تفصیل جو حکومت کی جانب سے درآمد کئے گئے ہوں۔	انتہائی قیمت فروخت: جبکہ گورنمنٹ اسٹاکسٹ کی جانب سے فروخت کئے جائیں فی درجن سکہ عثمانیہ			اگر صورتوں میں قیمت تھوک فروشی (فی درجن)			قیمت چلر فروشی (فی عدد) سکہ عثمانیہ		
۱	۲	۳			۴			۵		
	لیمپس و واٹس (الف) ۱۰۰-۱۱۰ وولٹ اسکرو کیپ	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی
۱	۱۵ - ۲۵ ویکیوم	۱۳	۴	۰	۱۴	۱	۶	۱	۶	۲
۲	۳۰ گیس فلڈ	۱۳	۷	۸	۱۴	۱۳	۸	۱	۷	۲
۳	۶۰ " "	۱۴	۱۱	۳	۱۶	۶	۲	۱	۹	۱۰
۴	۷۵ " "	۲۳	-	۱۰	۲۴	۱۵	۶	۲	۴	۴
۵	۱۰۰ " "	۲۳	۴	۶	۲۲	۹	۲	۲	۹	۸
۶	۱۵۰ گیس فلڈ	۳۲	۴	۱۰	۳۹	۰	۱۰	۳	۱۳	۴
۷	۲۰۰ " "	۵۱	۷	۴	۵۷	۱۳	۰	۵	۱۰	۸
۸	۳۰۰ " "	۸۳	۱	۳	۹۲	۳	۰	۹	۰	۸
۹	۵۰۰ " "	۱۲۷	۲	۶	۱۴۵	۳	۱۰	۱۴	۴	۰
ب	۲۲۰-۲۳۰-۲۵۰ وولٹ اسکرو کیپ									
۱۰	۱۵ - ۲۵ ویکیوم	۱۳	۵	۱۰	۱۴	۱۳	۸	۰	۷	۴
۱۱	۴۰ "	۱۴	۶	۴	۱۶	۶	۲	۰	۹	۱۰
۱۲	۶۰ "	۱۶	۰	۴	۱۸	۰	-	۱	۱۴	۴
۱۳	۴۰ گیس فلڈ	۱۶	۳	۱۰	۱۸	۱۲	۲	۱	۱۳	۶
۱۴	۶۰ " "	۱۷	۸	۱۰	۱۹	۰	۴	۱	۱۴	۸
۱۵	۷۵ " "	۲۳	۱	۶	۲۵	۱۵	۶	۲	۰	۴
۱۶	۱۰۰ " "	۲۵	۳	۳	۲۸	۱۳	۱۰	۲	۱۴	۴

بقیہ ضمیمہ اعلان (۶۱) م ۶-۴-۵۵ ف (۲)

نمبر	تفصیل	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی	روپیہ	آنہ	پائی
۱۷	۱۵۰ گیس فلڈ	۴۰	۲	۱۰	۴۶	۱	۶	۴	۸	۴
۱۸	۲۰۰ "	۶۱	۴	-	۶۹	۸	۴	۴	۱۳	۲
۱۹	۳۰۰ "	۹۰	۱۰	۳	۱۰۳	۱	۰	۱۰	۱	۱۰
۲۰	۵۰۰ "	۱۳۹	۱۰	۶	۱۵۸	۷	۱۰	۱۵	۸	۱۰
۲۱	۱۰۰۰ "	۲۱۰	۱	۶	۲۳۸	۱۵	۴	۲۳	۶	۰
ب	۲۲۰ - ۲۳۰ - ۲۵۰ وولٹ بائینٹ کیاپ ([illegible])									
۲۲	۱۵ - ۲۵ ویکیوم	۱۴	۸	-	۱۶	۱۴	۲	۱	۹	۱۰
۲۳	۴۰ "	۱۵	۱۰	۰	۱۸	۰	۰	۱	۱۲	۴
۲۴	۶۰ "	۱۷	۳	۸	۱۹	۸	۶	۱	۱۴	۸
۲۵	۴۰ گیس فلڈ	۱۷	۷	۴	۱۹	۸	۶	۱	۱۴	۸
۲۶	۶۰ "	۱۸	۱۲	۶	۲۱	۱	۰	۲	۱	۲
۲۷	۷۵ "	۲۳	۵	۲	۲۶	۹	۲	۲	۹	۸
۲۸	۱۰۰ "	۲۶	۲	۸	۲۹	۱۱	۴	۲	۱۴	۸
۲۹	۱۵۰ "	۴۱	۱۰	۶	۴۶	۱۳	۱۰	۴	۹	۶
ب	۱۱۰ وولٹ بائینٹ کیاپ (بی سی)									
۳۰	۱۵ - ۱۵ ویکیوم	۱۳	۱۲	۲	۱۵	۱۰	۰	۱۰	۸	۶
۳۱	۴۰ گیس فلڈ	۱۵	۲	۸	۱۴	۳	۲	۱	۱۱	۰
۳۲	۶۰ "	۱۷	۳	۸	۱۹	۸	۲	۱	۱۴	۸
۳۳	۷۵ "	۲۲	۱۱	۱۰	۲۵	۱۲	۱۰	۲	۸	۶
۳۴	۱۰۰ "	۲۴	۱۳	۰	۲۸	۰	۱۰	۲	۱۲	۲
۳۵	"	۳۵	۱۳	۴	۴۰	۹	۴	۳	۱۵	۱۰

اشتہار

حاضری طرف ثانی مرتبہ محکمہ صدر عدالت صوبہ ورنگل
واقع ۱۴ اسفندار ۱۳۵۵ف
بمقدمہ (۵۱) ۱۳۵۵ف

باجلاس مولوی محمد عبدالقادر صاحب ناظم صوبہ ورنگل۔

رستم جی درخواست گزار بنام انجمن امداد باہمی وغیرہ طرف ثانیان۔

درخواست بازدہانی۔

بنام (۲) اڑنشا جی ولد دادا بھائی قوم پارسی عمر سال پیشہ تجارت ساکن ورنگل
(۴) رائے پارہ ولد اوجا قوم کہوجہ عمر سال پیشہ۔۔ ساکن گرما جی پیٹھ متعلقہ
(۶) ہاشم ولد " " " " " تجارت
(۷) شیریں زوجہ رائے پار قوم " " " خانہ داری
(۱۰) جعفر ولد " " " ۵ سال | نابالغان بولایت مادر حقیقی مسماۃ شریں
(۱۱) پچو ولد " " ۱۳ " | زوجہ رائے پار ساکن گرما جی پیٹھ متعلقہ
(۱۲) بابو ولد " " ۱۱ " | متعلقہ ورنگل۔
(۱۳) فاطمہ بنت " " ۸ "
(۱۴) خیرالنساء زوجہ عبدالعزیز قوم کہوجہ عمر ۳۳ سال پیشہ خانہ داری " " "
(۱۵) بشیر محمد ولد " عمر ۸ سال | نابالغان بولایت مادر حقیقی مسماۃ خیرالنساء
(۱۶) شکر خاتون بنت " " ۵ سال | زوجہ عبدالعزیز ساکن گرما جی پیٹھ متعلقہ ورنگل
(۱۷) شیریں بائی زوجہ فخرالدین " ۳۰ سال پیشہ خانہ داری ساکن گرما جی پیٹھ متعلقہ ورنگل
(۱۸) صدرالدین ولد " " ۸ سال | نابالغان بولایت مادر حقیقی مسماۃ شیریں
(۱۹) شکر بائی بنت " " ۱۰ سال | بائی زوجہ فخرالدین ساکن گرما جی پیٹھ متعلقہ
(۲۰) بی بی بنت " " ۵ سال | متعلقہ ورنگل۔

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن جاری کئے گئے لیکن تم تعمیل سے گریز کر رہے ہو اس لئے بذریعہ درخواست اجرائی اشتہار کی استدعا کی گئی ہے۔ پس بمنظوری درخواست فریق اول بذریعہ ہذا آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۹ اردی بہشت ۱۳۵۵ف اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی و جوابدہی کرو بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

آج بتاریخ ۱۴ اسفندار ۱۳۵۵ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

شرعد دستخط۔ مولوی محمد عبدالقادر صاحب ناظم صدر عدالت ورنگل۔

(مطبوعہ برقی پریس)